تعلیم المریدین

تلقین الولی

مصنف

حضرت ابو نعمان مولانا خلیل الرحمٰن جمالیؒ

باہتمام

پیرزادہ شاہباز احمد جمالی نظامی

حق حق حق
هو هو هو

تعلیم المریدین
تلقین الولی

مصنفہ

حضرت ابو نعمان مولانا شاہ محمد خلیل الرحمٰن جمالی سرساوی
اولاد چہار قطب ہانسوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سنہ طباعت ——————— ۱۹۶۶ء
نام مطبع ——————— اعلیٰ پریس بلیماران دہلی

تعداد جلد ——— بار اول ——— پانچ سو

قیمت ——— ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :- جناب حکیم خواجہ محمد فضیل الرحمٰن صاحب جمالی۔
مقام سرسادہ (ضلع سہارنپور)
یوپی

ضروری اطلاع

حضرت مولانا شاہ محمد خلیل الرحمٰن جمالی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری
الموسوم بہ "تنویر طریقت" حسب ذیل پتہ پر بقیمت
پانچ روپے مل سکتی ہے۔ ڈاکخرچ بذمہ خریدار۔

ماسٹر مرزا واحد بیگ صاحب جمالی۔ محلہ لوہاران۔
چوکڑی توپخانہ حضوری۔ جے پور (راجستھان)

حق حق حق
ہو ہو ہو

حامداً و مصلیاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تمہید ابو نعمان خلیل الرحمٰن جمالی نے اس رسالہ تعلیم المریدین و تلقین الولی کو کلمہ طیبہ سے اس لئے شروع کیا ہے کہ سب سے پہلے لوح محفوظ پر یہ ہی کلمہ لکھا گیا ہے۔ کیونکہ خداوند کریم نے خود اپنی حمد و توحید اور اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نعت کا اس میں وہ بیان فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی اس کی توحید اور اُس کے نبی کی تمجید کا بیان کر ہی نہیں سکتا۔ اس کلمہ کی ایک آوازِ توحید نے روئے زمین کے ہزاروں بُت خانوں کو گرا دیا۔ اور کروڑوں کافروں کو مسلمان بنا لیا۔ زمین و آسمان میں اُس کے نبی کی نبوّت کی نوبت بجائی اور اُس کی شفاعت کی دُھوم مچائی۔ اُس کے چار یار کو سردارِ عالم بنایا اور اُس کی آل شریف کو اطہار کہلایا۔ اور عشرہ مبشرہ بنایا اور رضوان اللہ کا سب کو خطاب دیا اور من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنّۃ کا ہمارے واسطے پیام لایا۔ اسی کلمہ پر ہمارا ایمان ہے اور اسلام کا استحکام اور اس کے اوپر ہمارے خاتمہ بالخیر کا حکم فرمایا۔ یہ خلیل بھی صدق دل سے اس کلمہ طیّب کی پورے طور سے تصدیق کرتا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس کے بعد درگاہِ ربّ العالمین میں اس کلمہ طیّب کا واسطہ دیکر اپنی عرض کی مقبولیت کا مژدہ سُننا چاہتا ہے۔ کہ میرا اور میرے والدین و اولاد اور عزیزوں اور مریدوں کا خاتمہ بالخیر۔ تاقیام

قیامت اس کلمۂ طیّب پر ہو۔

اے اللہ اکلِ حلال و صدق مقال اور ترقی اولادِ سعید و صالح و بانصیب اور تندرستی بکمال عنایت فرما۔ اور اُن کے دلوں میں ذوق اور صدق اور سوز و ساز اور دین و داد کی جلوہ گری فرما۔ اور حالتِ صبر و شکر اور توکّل و تحمّل کو بڑھا اور قناعت و غیرت اور رضا و تسلیم کی توفیق رفیق کا سرمایہ پیدا کر۔ قدم استوار اور قلب مستقیم اور حالت مستقل اپنے فضل و کرم سے عطا فرما۔ اور اس رسالہ **تعلیم المریدین و تلقین الولی** کو ایسا مقبولِ خاص و عام کر کہ تیرہ دلوں کے لئے اُجالا بن جائے

آمین یا ربّ العالمین

سببِ تصنیف

سبب اس رسالہ کی تصنیف کا یہ ہوا کہ اب ۱۳۱۸ھ میں میری عمر ۴۹ برس کی ہو چکی ہے۔ میرے اکثر دوست اور مرید ایک عرصۂ دراز سے یوں کہا کرتے تھے کہ ایک رسالہ دربارہ تعلیم و تلقین مریدین ایسی سہل عبارت میں ہو جاوے کہ ہر قسم کی تعلیم اُس کے اندر ہو۔ لہٰذا اس رسالہ کو برخوردار **ولی الرحمٰن جمالی** کے نام ذکر کرتا ہوں کہ وہ میرے تینوں لڑکوں میں بڑا لڑکا ہے اس واسطے نام بھی اس رسالہ کا یہ رکھا ہے۔ اس کو چند تعلیموں پر بہ نسبتین کہہ کر مرتب کرتا ہوں۔

چلنے پھرنے کے آداب

چال میانہ روی کی چلو جلد چلنے میں چھچھورا پن ہے اور آہستہ چلنے میں کاہلی ہے جسم کو بنا کر چلنے میں خودی اور خودنمائی ہے اور سر کو اٹھا کر چلنے میں تکبّر ہے اور زیادہ تر گردن اور سر نیچا کر کے چلنے میں بناوٹ ہے اور پیچھے پھر پھر کر اِدھر یا اُدھر چلتے وقت دیکھنے میں اوچھا پن ہے اور کوچہ و بازار کے پھرنے میں اور ہاتھوں کو ہلا کر چلنے میں بدتمیزی ہے۔ اگر تم کسی قوم کے سردار ہو یا پیشوا تو سب کے آگے رہو اور کسی شخص کے تابع ہو تو بقدر اپنی منزلت کے برابر رہو یا پیچھے رہو۔ برابر چلنا اس کو کہتے ہیں کہ کسی قدر برابر چلنے سے پیچھے کی طرف ہٹے رہو۔ مگر اس قدر مت ہٹو کہ بالکل پیچھے ہو جاؤ اور

اور اس قدر مل کر بھی مت چلو کہ کندھے سے کندھا ملتا ہوا چلے۔ یعنی مرشد یا سردار کے ساتھ چلو تو نہایت ادب سے چلو۔

مذاق نہ کرو۔ باہم ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر نہ چلو۔ اور اس قدر قریب رہو کہ اگر مرشد کو کسی بات کے دریافت کرنے یا کسی کام کو کہنے کی ضرورت ہو تو اُس کو آواز دینے کی ضرورت نہ پڑے پہلے زمانے بلکہ ہمارے زمانے کے مشائخ کا یہ طریقہ تھا کہ سر کے اوپر چادر اوڑھ کر چلا کرتے تھے، زمانہ سابق میں بعض لوگوں نے چہرے کے اوپر نقاب بھی رکھا ہے۔ میرے مرشد کی چادر سر کے اوپر اس قدر لٹکی ہوتی تھی کہ وہ مثل نقاب کے ہو جاتی تھی۔ یہ بات اس واسطے کرتے تھے کہ ہماری نظر کسی نامحرم کے اوپر یا غیر مشروع حالت پر نہ پڑے۔ اور اہل اللہ کسی شخص سے آنکھ ملا کر بات نہیں کرتے بعض اوقات لوگوں کو یہ گمان ہو جاتا ہے کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہیں حالانکہ وہ کسی اور جانب متوجہ ہوتے ہیں اور آنکھ اُن کی اور طرف ہے اس لئے کہ کوئی غیر مشروع شے ہو تو اُس پر نظر نہ پڑے اُن کی توجہ ذات کی طرف ہوتی ہے غیر مشروع جانب نظر کا مائل کرنا مذموم ہے اور کوٹھوں وغیرہ کی طرف زبوں ہے۔

حکایت - ایک مرتبہ یہ خلیل ہمرکاب اپنے پیر و مرشد برحق کے جا رہا تھا کہ ارشاد ہوا کہ ہم ایک مرتبہ اِدھر اُدھر نظارہ کناں جا رہے تھے۔ ہمارے پیر بھائی امام الدین دہلوی نے کہا کہ ہمارے مرشد کی تو یہ عادت نہ تھی ہم نے اُس کی نصیحت پر عمل کیا۔ خلیل نے بھی اُسی وقت اس فرمودہ مرشد پر عمل کیا۔

اے ولی میری نصیحت پر تو بھی عمل کیجیو۔ یہ آداب مذکورہ تو عام ہیں۔ اب اُن آداب کا بیان کیا جاتا ہے جو خاص لوگوں کے واسطے ہیں۔

پہلا ادب | جب کوئی خواہش کہیں جانے کی دل میں پیدا ہو تو اوّل دایاں قدم اٹھائے اور قدم کو بہبودی و فلاح کا قدم تصور کرے اور اس خواہش کو خواہش الٰہی سمجھے اور اس کے خلاف روکنے والی خواہش نفسانی کو چھوڑ دے۔ اہل اللہ نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ جس نے قدم استقلال اور صبر و رضا اور تسلیم کا حاصل کر لیا وہ مقبول ہو گیا۔ قدم رکھنے کی بہت سی باتیں ضرب المثل خاص و عام ہیں۔ جیسا کہ۔ فلاں۔ فلاں کے قدم بقدم ہے وہ کیوں بزرگ نہ ہو۔ یا یہ کہ فلاں تو شیطان کے

قدم بقدم ہے۔ یا یہ کہ اس کام میں قدم رکھنا کوئی آسان کام ہے۔ یا یہ کہ فلاں کام میں قدم مارنا کیا خالہ کا گھر ہے یا یہ کہ اب تو قدم رکھ دیا ہے جو ہو سو ہو۔ یا یہ کہ مردوں کا قدم پیچھے نہیں پڑتا ہے علیٰ ہذا۔ ایسی مثالیں بہت کچھ ہیں اگر سب کو لکھوں تو بجائے خود ایک رسالہ بن جائے۔

دیکھو حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک مست کا قدم حالتِ بیخودی میں لڑکھڑاتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اے شخص قدم سنبھال۔ اُس نے کہا اے جنید تم اپنے قدم کو سنبھالو کہ لاکھوں افرادِ قوم تمہارے قدم کے ساتھ ہیں۔ اور حضرت پیرانِ پیر دستگیر علیہ الرحمۃ نے فرمایا قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ یعنی میرا قدم سب اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ یہ بات مقام غور ہے کہ آپ نے سب باتوں میں اپنے قدم ہی کو ترجیح کیوں دی۔ مطلب یہ کہ میں ایسا قدم بقدم رسولؐ کے ہوں کہ میرا قدم اولیائے وقت کی گردنوں پر جا پہونچا ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ میں نے اس وقت رسولؐ کا ایسا اتباع کیا ہے کہ وہ کسی سے نہ ہو سکا تو میرا یہ قدم بقدمِ رسول ہے۔ جو بصورت متابعت و شرافت اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

اور حضرت سرخیل اولیاء خواجہ حسن بصریؒ دو رکعت نماز قدم بقدم ادا کرتے ہوئے کعبۃ اللہ میں پہنچے تو یہ عبادتِ قدم اُن کو سب عبادتوں میں بہتر معلوم ہوئی۔

حضرت خواجہ قطب العالم جمال الدین احمد ہانسویؒ نے فرمایا ہے۔

مشو عاجز ز جست و جوئے محبوب — قدم در پیش نہ چوں دار بینی

شاہ نیازؒ نے بھی اس موقع پر خوب فرمایا ہے۔

مدرسہ میں عشق کے جس کی کہ بسم اللہ ہو — اُس کا پہلا ہی قدم یارو فنا فی اللہ ہو

اور یہ خلیل کہتا ہے:۔

کہہ کے یا مرشد جو رکھا ہے قدم — تیرے کوچہ سے نہیں ہٹنے کے ہم
جان جانے کا یہاں کس کو ہے غم — من سرے دارم کہ قربانت کنم

تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

نمودم لامکاں را طے بگامے ندانم تا کجا دارم مقامے

فقیر وہ ہے کہ جو قدم عشق اور صدق و صبر و شکر و تحمل و توکل و رضا و قضا کو مستحکم رکھے اور جس کا قدم ذرا بھی اس راہ سے ڈگمگایا وہ منزلِ مقصود سے کوسوں دور رہ گیا۔ اس کے ہم معنیٰ خداوند کریم نے فرمایا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ اور حضرت شمس تبریز نے فرمایا ہے۔

چو برگیرد قدم در راہِ ملکوت رسد در جانبِ منزل بجبروت

درحقیقت قدم کے معنیٰ پیروی کے ہیں اگرچہ اس کے معنیٰ حسب موقع اور بھی ہو سکتے ہیں۔ اور فنا فی الشیخ کے بھی یہ ہی معنیٰ ہیں کہ قدم بقدم مرشد کے چلے یعنی جس مرید نے قولاً فعلاً فروعاً اصولاً ظاہراً باطناً معناً مجازاً اتباع مرشد میں ایسا مستحکم قدم رکھا کہ سرِ مُو اُس کے قدم سے تجاوز نہ کیا تو وہ فنا فی الشیخ ہو گیا۔ کیونکہ جب تک مرید ہر ایک امر میں محو اور مستغرق پیر کا نہ ہو گا وہ کسی طرح قدم بقدم پیر کے چل ہی نہ سکے گا اور جب وہ کامل قدم بقدم پیر کے ہو گیا تو اُس کو ہر حالتِ رنج و راحت میں پیر ہی یاد رہے گا۔ اس مقام کو اہل اللہ نے مقامِ شکر اور رضا و فنا قرار دیا ہے۔ اس کے ہم معنیٰ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی نے فرمایا کہ میں حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی کے ہمراہ تھا کہ قطب صاحب کے ایک مرید نے اُن کو ایک قیمتی گھوڑی نذر کی۔ قطب صاحب نے ایک گھوڑا مجھے دیا چڑھنے کو۔ وہ گھوڑا مجھے لیکر بھاگا۔ میں بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور مجھے قے ہوئی۔ ہوش میں آیا تو دیکھا کہ گھوڑے کی باگ میرے ہاتھ میں ہے اور نام مرشد کا میری زبان پر جاری ہے۔ مجھے اپنی اس حالت پر بہت خوشی ہوئی کہ جب میری زبان پر ایسے وقت میں بھی مرشد کا نام جاری ہے تو وقتِ مرگ بھی جاری رہے گا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ فنا کے معنے یہی ہیں کہ ہر رنج و راحت میں سوا مرشد کے اور کسی کا خیال ہی مرید کے دل میں نہ آئے۔ جیسی کہ شیر خوار بچہ کی حالت ہوتی ہے کہ اگر اس کی ماں اس کو قتل بھی کرے تو وہ ماں ہی ماں پکارے گا اگر وہ پیار کرے گی تو بھی وہ ماں ہی ماں کہے گا۔ اُس کے ذہن میں اور زبان پر سوائے ماں کے لفظ کے اور کوئی لفظ ہی نہیں ہوتا وہ ماں کے سوا کسی اور کو جانتا ہی نہیں۔ دوسری مثال یہ ہے کہ عورتیں کنویں سے پانی کے گھڑے بھر کر سر پر

لاتی ہیں اور آپس میں خوب باتیں کرتی ہیں مگر کیا مجال کہ گھڑا اُن کے سر سے گر جائے کیونکہ زبان باتوں میں اور دھیان گھڑے میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

دست بکار و دل بیار

حکایت ۔ حضرت سری سقطیؒ نے وظیفہ پڑھ کر مسجد کی محراب میں پیر پھیلا دیئے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے سری کیا دنیا کے بادشاہ کے روبرو بھی یوں ہی بیٹھ سکتا ہے۔ وہ ساٹھ برس زندہ رہے مگر پھر کبھی پیر نہ پھیلائے۔

حکایت ۔ ایک مرتبہ حضرت بشر حافیؒ نے مسجد میں جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھ دیا تھا۔ اس کے عوض بطور کفارہ سو غلام آزاد کئے۔

حکایت ۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک مرتبہ مسجد میں بایاں قدم رکھ دیا۔ غیب سے آواز آئی کہ ثوریہ کیا کیا (ثور بیل کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً بے وقوف کو) اسوقت سے وہ ثوری مشہور ہو گئے

دوسرا ادب | خواہش دنیا کے لئے کبھی اپنے قدم استقلال کو گوشۂ عزلت اور قناعت سے جنبش نہ دے اور جس قدر اس کو اس میں آزار پہنچے اس کو تمغہ فقر اور زیور قناعت و عزلت جو سراسر فضل الٰہی ہوتا ہے سمجھ لے۔ کیونکہ اس کا انجام بہتر ہے۔

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

اور اگر کسی وجہ مجبوری سے جانا پڑے تو اول بایاں قدم اٹھائے اور اُس کو کوئی مصلحتِ الٰہی سمجھ کر راضی برضا ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت قطب العالم قطب الدین منورؒ کا واقعہ ہے کہ بادشاہِ وقت سے کہا گیا کہ آپ اس قدر متکبر ہیں کہ ملاقات کو نہیں آئے۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر حسن سربرہنہ کو جو بڑا ظالم و جابر تھا حکم دیا کہ قطب الدین منور کو حاضر کرے۔ اُس نے حکم شاہی عرض کیا تو فرمایا حکم شاہی ہے لیچلو گے یا ہماری رضا سے۔ عرض کیا حکم شاہی ہے۔ فرمایا الحمد للہ میرے قدم استقلال نے میری خواہش سے جنبش نہیں کی۔ دربارِ شاہی میں پہنچے تو حضرت کے صاحبزادے بھی ساتھ تھے وہ گھبرائے تو فرمایا کہ بیٹا عظمت تو خدا کے لئے ہے۔ پس اُسی وقت اُن کے دل سے خوف جاتا رہا

بادشاہ نے عزت کی اور ایک لاکھ روپیہ نذر کا بھیجا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ آخر بمشکل کچھ قبول کیا تو وہ روپیہ کچھ حضرت چراغ دہلی کی خدمت میں بھیجدیا اور کچھ حضرت محبوب الٰہیؒ کی درگاہ پر فقراء کے لئے بھیجدیا۔ فقراء کا قول ہے کہ بہتر امیر وہ ہے جو فقیر کے در پر آئے اور بدتر فقیر وہ ہے جو امیر کے گھر پر جائے۔

تیسرا ادب | چلتے وقت نظر بر قدم جس کو خیال باخیال بھی کہتے ہیں کا عمل کرنا چاہیئے اس کے کرنے کے سات طریقے ہیں۔

طریقۂ اوّل | نظر بر قدم یوں سمجھے کہ یہ جو میں ایک قدم اٹھا کر دوسرا رکھتا ہوں اس کا محرک کوئی اور ہے۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا بھی رکھ سکوں گا یا نہیں۔ میں ہی کہتا ہوں کہ میں نے قدم اُٹھایا اور رکھا اور میں ہی بے خبر ہوں کہ یہ میرا قدم ہے اور میں نے اُٹھایا۔ پھر یہ انکار کرنے والا کون ہے۔

میں ہی کہتا ہوں کہ میں ہوں اور نہیں اس میں کا غم
علم کا اس میں کے کس سے سنتے ہیں افسانہ ہم

میں ہی کہتا ہوں کہ میری موت اور میری حیات
اس اضافت کا نہیں سمجھے ترا فرمانا ہم

مَیں ہی مَیں کہتا ہوں ۔ پھر اس مَیں سے مَیں واقف نہیں
اپنے قالب میں لئے پھرتے ہیں غفلت خانہ ہم

یہ جواب ہم کہہ رہے ہیں کچھ خبر ہم کو نہیں
رکھتے ہیں اس وقت اپنی حالتِ بیگانہ ہم

جبکہ اپنے علمِ ہستی کا یہ اپنا حال ہے
اس مرقع کو ترے کہتے ہیں غفلت خانہ ہم

نفسِ ناطق کس کو کہتے ہیں کہ میرا نفس ہے

یہ معمّہ بھی ہمیں ہم - اس کا وا ہو جانا ہم
گاہ نالاں گاہ گریاں گاہ خنداں گاہ شاد
حالتِ بیتاب ہم اور کہتے ہیں بے تابانہ ہم
آپ اپنی نفی کرتے اور ہیں اثبات آپ
گاہ قیدی بنتے ہیں اور گاہ قیدی خانہ ہم
آپ ہی عجلت سے رکھتے ہیں قدم ہم دور دور
جذبۂ دل سے ہیں رہتے خود اسیرِ خانہ ہم
گاہ درد و گاہ درماں گہہ معالج گہہ مریض
باہمہ ساماں رہا کرتے ہیں پھر بیگانہ ہم
آپ ہم اپنے میں گم ہیں اور ہمیں ہیں ڈھونڈتے
جانتے ہیں اپنا اپنے آپ کو پا جانا ہم
بے حجابی اپنی ہم ہیں اور ہمیں اپنا حجاب
اور حیا داری کو اپنی جانتے شرمانا ہم
آپ ہم دشمن ہیں اپنے اور اپنے آپ دوست
آپ اپنے آپ سے رکھتے ہیں خود یارانہ ہم
قیدِ خاک و آب و باد و نار میں آکر پڑے
تن کو اپنے دیکھتے ہیں اپنا بندی خانہ ہم
ناز ہم انداز ہم عشوہ ہمیں غمزہ ہمیں
بے حجابی ہم طلب ہم شرم ہم شرمانا ہم
عاشقِ بے تاب ہم اور طالب اپنے آپ ہم
دلربا ہم دلستاں ہم جان ہم جانانہ ہم

گہ لباسِ فقر میں گہ پارسائی میں رہے
گاہ کرتے اپنی وضع و قطع کو رندانہ ہم
ہم جمالی بارگاہِ خاص کے ہیں وہ خلیل
تاجِ ترکِ ماسوا رکھتے ہیں یہ شاہانہ ہم

مگر اس قدر تمیز ہر شخص کو حاصل ہے کہ یہ قدم میں نے نیک کام میں اُٹھایا ہے یا بد میں۔ پس جب تو نیک اور بد میں قدم رکھنے کی تمیز کر سکتا ہے تو اس تمیز کو نہ بھول۔ کیونکہ یہ تمیز تجھے خداوند کریم نے اس واسطے عطا فرمائی ہے کہ تو ہر ایک نیک و بد میں تمیز کرتا رہے۔ اور جب تک تو نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے اور پھر نہ کرے گا تو ہر ذی عقل کے نزدیک بد تمیز ٹھیرے گا اور بد تمیز انسان حیوان سے بدتر ہے۔ اس تمیز ہی کے سبب سے انسان کو ہر شے پر شرف حاصل ہے اور تمیز کے ساتھ معرفت بھی لگی ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۔ یعنی ہم نے جنوں اور آدمیوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب غور کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو عبادت بلا تمیز کے کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جب تک کسی کو قابل عبادت تمیز نہ کرے گا تو اُس کی عبادت ہی نہ کرے گا۔ جب انسان نے اپنے ادراک و عقل سے خدا کو قابلِ عبادت تمیز کر لیا تو اُس کے سرمایۂ عقل میں یہ اضافہ ہوا کہ خدا ہمارا خالق ہے اور ہم اُس کی مخلوق۔ وہ معبود ہے اور ہم عابد۔ دراصل یہ تمیز ہی سبب ہے معرفت الٰہی کی۔ پس سالک کو کوئی قدم بلا معرفت اُٹھانا مذموم ہے

طریقۂ دوم | آنکھ کی نظر دل کے اوپر اور دل کی نظر قدم کے اوپر رکھنی چاہیئے کہ یہ ہی جنّت کی طرف اور دوزخ کی سمت لے جانے والا ہے اور یہ ہی قدم قیامت کے روز تیرے نیک و بد کا گواہ ہے جیسا کہ تیرا قدم تیرے نیک و بد ہر فعل کا تابعدار ہے اسی طرح تو بھی خدا کی تابعداری کر اور اپنے قدم کو خدا کی عبادت میں مستحکم کر۔

طریقۂ سوم (نظر بر قدم) | یہ خیال کر کہ تیرے والدین کے زیر قدم تیرے لئے بہشت اور دوزخ

ہے۔ اس لئے تو وہ قدم اختیار کر جو مستحق بہشت ہو۔ اور تیری اولاد تیرے نقشِ قدم پر چلے اور تیری روش اختیار کرے اور داخلِ بہشت ہو۔

طریقہ چہارم (نظر بر قدم) ہر قدم انبیاء اولیا اور صالحین کی روش پر اٹھانا اور رکھنا چاہیئے

طریقہ پنجم (نظر بر قدم) ہر قدم پر یوں خیال رکھے کہ کوئی قدم مرشدِ برحق کی روش کے خلاف نہ ہو۔ اور قدمِ شوق کو مردانہ وار منزلِ مقصود کی طرف بڑھاتا رہے اور ہر رنج و راحت کو عطائے فضلِ الٰہی سمجھتا رہے۔

طریقہ ششم (نظر بر قدم) ہر قدم پر موت اور حیات کو نہ بھولے اور سمجھے کہ حیات سے موت کی طرف یہ میرے قدم مجھے لئے جا رہے ہیں۔ اور موت عین حیات ہے یعنی وہ میرے اصل وطن کی طرف لے جانے والی ہے جہاں پہونچکر کوئی تکلیف نہ ہوگی اور پھر لوٹ کر آنا نہ ہوگا۔

طریقہ ہفتم (نظر بر قدم) ہر قدم پر عالمِ ظاہر و باطن کو اس طرح ربط دے کہ جو شے نظر آئے اس کو ظاہر میں مظہر باطن کا جانے۔

آدابِ مجالس

جب کسی مجلس میں جاؤ تو پہلے اپنے مرتبے اور لیاقتِ ذاتی اور علمی پر نظر کر لو۔ پھر صاحبِ مجلس کی لیاقت اور مرتبہ وغیرہ پر نظر کرو۔ بعض لوگ محض اپنی شرافت قومی کے باعث اپنے آپ کو سب سے افضل اور دوسروں کو کمتر جانتے ہیں اور اُن میں بجز ایک جوہر شرافت کے اور کوئی لیاقت نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ لائق لوگوں کی نظر میں ذلیل و خوار رہا کرتے ہیں اور جو شریف اور صاحب علم و لیاقت ہوتا ہے وہ ہمیشہ انکساری کیا کرتا ہے۔ ایسے شخص کو خاص و عام عزت کی نظر سے دیکھا کرتے ہیں۔ نسب پر ناز کرنے نے بہت لوگوں کو ذلیل و خوار کر ڈالا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

جات پات پوچھے نہ کوئے ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

الحاصل جب بزم کے قریب پہنچو تو یہ دیکھو جو تمہارے ساتھ مجمع ہے اور وہ متبع ہے تو جب تک سب جمع نہ ہو جائیں مجلس میں داخل نہ ہو۔ اپنے جانے سے پہلے صاحب مجلس کو اپنے آنے کی اطلاع دیدو اور صاحب مجلس کو اس حالت میں اطلاع دیا کرتے ہیں کہ اُس کو تمہارے اعزاز و اکرام اور شخصیت کا پاس ہو یا وہ تمہارا محب ہو یا مطیع ہو۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہے تو اطلاع نہ دو۔

جب مجلس میں داخل ہو تو بآوازِ بلند السّلام علیکم کہو۔ اگر اہل مجلس تعظیم دیں تو تم بیٹھنے میں جلدی کرو۔ مجلس میں داخل ہو تو نہ زیادہ جلد چلو نہ بہت آہستہ۔ کیونکہ جلد چلنے میں چھچھورا پن ہے۔ اور بناوٹ موجب عدم وقار اور انگشت نمائی کا ہے۔ جس طرف تمہارے ہم مشرب اور واقف کار ہوں اُدھر بیٹھو۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی جگہ نہ دیکھو نہ سب سے ادنیٰ مقام پر بیٹھو۔ بہتر وہ جگہ ہے جو تمہارے وقار اور تمہاری لیاقت ذاتی کے مطابق ہو۔ اور اگر کوئی جگہ بیٹھنے کو نہ ہو یا تمہارے وقار کے لائق نہ ہو یا کسی مخالف کو تمہارے لئے اُٹھانے کا موقع ہو تو اس سے بچو ایسا نہ ہو کہ کوئی صورت فساد پیش آئے۔ ممکن ہو تو مجلس میں داخل نہ ہو یا اس انداز و تدبیر سے واپس ہو جاؤ کہ صاحب مجلس کو ناگوار نہ گذرے اور اہل مجلس پر اس کا کوئی برا اثر نہ ہو۔

جب مجلس میں بیٹھو تو بار بار دامن عمامہ اور چادر کو درست نہ کرو اور نہ بار بار نشست بدلو۔ دو زانو بیٹھنا سب سے بہتر ہے۔ اور اس سے کم چار زانو۔ اور درویش کے واسطے ایک نشست یہ ہے کہ بایاں ہاتھ زمین پر رکھے اور اُس پر جسم کا بوجھ دیکر جس طرح عورتیں نماز میں بیٹھتی ہیں۔ اس طرح بیٹھئے۔ یا دو زانو بیٹھکر دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر رکھ کر دائیں پاؤں پر بیٹھے۔ دایاں زانو اُٹھا رہے اور بایاں پڑا رہے۔

درویش کے لئے ایک اور نشست ہی جو خلوت میں تو مناسب ہی مگر جلوت میں مکروہ سمجھی جاتی ہے یعنی اکڑوں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے دونوں پاؤں کو حلقے میں لیلے اور اگر چادر ہو تو اس کو بھی حلقے پر لپیٹ لے۔ ان پانچ نشستوں کے علاوہ اور کوئی نشست درویش اور مرید و معتقد وغیرہ کے لئے

مناسب نہیں۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا علامت غرور و تکبر کی ہے۔ اور ناپسندیدہ۔ کہتے ہیں کہ فرعون اسی نشست سے بیٹھتا تھا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند اور باعثِ غضب تھی۔

ادب نشست | جہاں تک ممکن ہو مجلس میں ایک ہی نشست سے بیٹھے رہو۔ دیوان صاحب اجمیر شریف کے چچا پیر جی شفیع حسین صاحب کے لئے مشہور تھا کہ وہ محفل سماع میں جب سے جب تک بیٹھتے ایک ہی نشست سے بیٹھے رہتے۔ مگر فقیر اس بارے میں ان سے بازی لے گیا۔

مجلس میں بیٹھ کر ادھر اُدھر دیکھنا۔ تھوکنا۔ ناک سنکنا۔ کف اور بلغم اگلنا یا نگلنا۔ نہایت بدتمیزی اور مکروہ باتیں ہیں۔ اسی طرح کھنکارنا۔ قہقہہ لگانا۔ بار بار کھانسنا۔ ٹھسکنا۔ سب بُری باتیں ہیں۔

مجلس میں بیٹھ کر کوئی ایسا عجیب ذکر نہ کرو کہ لوگ سمجھیں۔ جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ۔ ایسی بات کہو جو مجمع کی سمجھ کے لائق ہو اور وہ اس پر یقین کر سکے۔ البتہ خلوت میں دوست احباب کے ساتھ ہر گونہ گفتگو کر سکتے ہو۔ مگر تہذیب اور تمیز و سنجیدگی بہر حال ضروری ہے۔ اگر اشارے کنائے میں بات کرو تو پہلے یہ دیکھو کہ موجودین وہ رمز سمجھنے والے ہوں۔ بات صاف اور مختصر کرو تصنع سے کام نہ لو۔ نہ اپنی علمیت و لیاقت کا مظاہرہ کرو۔ نہ دوسرے پر اُس کی نادانی و جہالت ظاہر کرو۔ ایک ہی بات کو بار بار نہ دہراؤ۔ نہ ہر بات کی حاضرین سے تصدیق چاہو۔

بعض دفعہ طوائف الکلامی بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی ہر شخص الگ الگ موضوع پر بیک وقت گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ تم اس سے بچو اور عمدہ طریق سے اس طرح کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے اس فضا کو بدلو۔ کبھی مجلس میں بالکل سکوت ہو جاتا ہے۔ ہر شخص خاموش بیٹھا رہتا ہے اس سکوت کو اپنی خوش کلامی سے یا کوئی موزوں سوال کر کے توڑو۔ یا جو بھی مناسب اور پسندیدہ تدبیر سمجھ میں آئے وہ اختیار کرو۔ لباس کو پان کی پیک سے ہمیشہ محفوظ رکھو۔ میلے اور گندے لباس سے ضرور بچو۔ لباس چاہے کتنا ہی کم قیمت ہو صاف اور پاکیزہ ہو۔ بخلاف بیش قیمت

گندے اور میلے لباس کے بہتر ہے۔

حکایت ۔ ہمارے یہاں قصبہ سرساوہ میں خدابخش نامی ایک سن رسیدہ شخص تھا جب وہ مجمع میں بیٹھتا اور حقے کا دور چلتا تو وہ حقہ کو پکڑ کر بیٹھ جاتا اور مزے لے لیکر خوب اطمینان سے باتیں بناتا رہتا اور حقہ کو آگے رکھے رکھتا تو اس کی اس عادت سے لوگ اس سے نفرت بھی کرتے تھے اور مذاق بھی اُڑاتے تھے۔ بلا تمباکو کی چلم بھر کر اُس تک حقہ پہونچا دیتے وہ کش لیتا رہتا اور باتیں بناتا رہتا اس قسم کی کوئی عادت یا حرکت ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔

پان کھانے والے یا حقہ پینے والے کو چاہیئے کہ وہ مسواک ضرور استعمال کرے تاکہ دانت بھی صاف رہیں اور منھ سے بو نہ آئے۔ بعض لوگوں کے منھ سے ایسی بو آتی ہے کہ ان سے بات کرتے وقت بدبو سے دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور اس شخص کو کچھ خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ اپنے منھ کی بدبو خود کو نہیں آتی مگر دوسرا متعفن ہو جاتا ہے۔ خوب کہا ہے ناسخ نے۔

پاک رکھ اپنا دہن ذکرِ خدائے پاک سے　　کم نہیں منھ میں ترے ہرگز زباں مسواک سے

ایک بار ایک حقہ پینے والے کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو اس کے منھ سے اس قدر بدبو آتی تھی کہ حضورِ قلب و رجوعِ دل جاتا رہا اس لئے نماز کو دہرانا پڑا۔

مجمع میں کوئی غیر مہذب بات ہرگز نہ کرو نہ گالی بکو، نہ فحش الفاظ زبان پر لاؤ نہ کسی کے پیشوا کو توہین آمیز الفاظ یا لہجہ میں یاد کرو۔ نہ کسی مذہب کا مذاق اُڑاؤ۔ نہ کسی طرح کی تنقیص کرو۔ اگر ضرورت پیش آئے اور اظہار صداقت و حقانیت ضروری ہو تو نہایت متانت اور سنجیدگی سے گفتگو کرو۔ کسی پر الزام نہ لگاؤ۔ ورنہ وہ تم پر الزام عائد کرے گا۔ کسی کے پیشوا پر اعتراض کروگے تو وہ تمہارے بزرگوں پر اعتراض کرے گا اور شکر رنجی پیدا ہو جائے گی۔

حکایت ۔ ایک شخص نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ حضرت گڑ کھانا کیسا ہے۔ فرمایا کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا بُرا ہے۔ اُس نے عرض کی حضرت یہ جواب تو آپ کل ہی دیدیتے تو فرمایا کہ مجھے چونکہ گڑ کھانے کی زیادہ عادت تھی اور یہ بُری تھی اس لئے میں نے

پہلے توبہ کرلی جب جواب دیا ہے۔

ہمارے زمانے کے علمار کے وعظ و پند میں اسی لئے اثر نہیں ہے کہ ان کا حال و قال یکساں نہیں ہوتا۔

اگر کوئی شخص اپنی جہالت کے باعث کج بحثی شروع کردے اور جہل مرکب میں مبتلا ہو تو اُس کی جانب متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔

درویش کو لازم ہے کہ بجز ذکرِ خدا و رسول یا نصائح اور حکایات صالحین کے کہ جن سے مخلوق اور مسترشدین کو نفع ہو اور کوئی بات نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے سوا بات کرے تو ادھر متوجہ نہ ہو۔

حکایت۔ ایک مرتبہ میرے مرشد برحق والد ماجد علیہ الرحمۃ قصبہ رام پور منہیاران سے بیل گاڑی میں سرساوہ تشریف لائے چلتے وقت شیخ تراب علی انصاری نے عرض کی کہ مجھے سہارنپور جانا ہے جو راستہ میں پڑتا ہے۔ اجازت ہو تو میں بھی ساتھ چلا چلوں آپ نے فرمایا بہتر ہے۔ انھوں نے سوار ہوتے ہی گپ شپ باتیں بنانا شروع کردیں۔ حضرت مراقبہ میں مشغول ہوگئے۔ شیخ صاحب تمام رستے بکواس کرتے رہے مگر حضرت مراقبے میں ایسے محو ہوئے کہ کچھ خبر ہی نہ ہوئی کہ کیا کہہ رہے ہیں اور راہ کس قدر طے ہوئی۔ جب سہارنپور آیا اور وہ رخصت ہونے لگے تو حضرت کا زانو ہلا کر کہا کہ سہارنپور آگیا ہے۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے

درویش کو چاہیئے کہ امرا و سلاطین اور حکام و رؤسا کی مجالس سے احتراز کرے اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو بلا میں مبتلا ہو جائے گا۔

جب مجلس میں داخل ہو تو اُس مجمع کا رعب دل پر طاری نہ ہونے دو بلکہ اپنی لیاقت خوش اخلاقی اور للّٰہیت سے جس میں ذرا بھی بناوٹ نہ ہو اپنا اثر مجلس پر قائم کرو۔ وہ شخص بڑا دانا اور عاقل ہے جو ہر مجلس میں معقول باتیں اہلِ مجلس کی سمجھ کے مطابق کرکے داد حاصل کرلے۔

بعض لوگ دوست احباب کی خاص مجلس میں اور خلوت میں تو خوب باتیں کرتے ہیں مگر کسی عام مجلس میں اُن سے بات نہیں کی جاتی۔ ایسے لوگ دزد مجلس کہلاتے ہیں۔

بیہودہ اور فضول بکواس کرنے والے کو اگر حسنِ تدبیر سے روک سکتے ہو اس طرح کہ کوئی فساد پیدا نہ ہو تو اُس کو روک دو۔ ورنہ خاموش رہو اور ہو سکے تو اس سے کہو کہ صاحب کوئی اور بات کرو۔ یا عمدہ طریق سے اُس کی بات میں بات پیدا کر کے تقریر کا رُخ بدل دو۔ اور مفید و نافع باتیں شروع کرا دو۔

مجلس میں پکار پکار کر باتیں کرنا یا اس قدر آہستہ کہ سُنائی ہی نہ دیں یا طول طویل اور مسلسل ایسی باتیں کرنا کہ سننے والے پریشان ہو جائیں۔ نازیبا طریقہ ہے۔

اگر کوئی شخص غلط سلط اقوال و حکایات بیان کرتا ہے تو اپنے حسن کلام سے اس کی اس طرح تردید کرو کہ متکلم اپنی غلطی پر آگاہ ہو جائے مگر اس کو شرمندہ نہ کرو نہ بحث مباحثہ کا رنگ پیدا ہونے دو

بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک شخص نے کوئی حکایت یا روایت بیان کی تو دوسرے نے اس سے بڑھ چڑھ کر سُنائی۔ اس صورت میں مجلس کے سمجھدار لوگ دونوں کو لغو سمجھتے ہیں ایسا ہرگز نہ کرو۔ ضبط و تحمل سے کام لو۔

حکایت۔ ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ سے سر بزم مرشد کو سجدہ تعظیم کرنے کی بابت دریافت کیا تو آپ نے ایسا مدلل جواب دیا کہ وہ ساکت و صامت ہو کر رہ گیا مگر حضرت کو اس کا افسوس ہوا کہ اسکو میں نے شرمندہ کیوں کیا۔ یہ شانِ اہل اللہ ہے کہ وہ کسی کی دل آزاری کو پسند نہیں کرتے

اگر مجلس میں تم سے زیادہ عمر اور مرتبہ کا کوئی شخص موجود ہو تو اس کی باتیں غور سے سُنو۔ اگر دو شخصوں میں کسی مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہو تو تم دخل در معقولات نہ کرو۔ البتہ اگر تمہیں مخاطب کیا جائے اور تم وہ بات اچھی طرح جانتے ہو تو سنجیدگی سے جواب دو۔ پاس سخن ہرگز نہ کرو

کوئی بزرگ اگر کچھ دریافت کرے اور تم جانتے ہو تو ادب سے جواب دو ورنہ عرض کرو کہ آپ کے روبرو کچھ عرض کرنے کی میری کیا مجال ہے۔

اگر کوئی شخص زبان زوری کرے تو تم اس کو نہ بڑھاؤ

اگر مجلس میں کوئی سوال عام طور پر کیا جائے تو جواب دینے میں جلدی نہ کرو پہلے دوسروں

کے جواب سنو۔ سنو زیادہ اور بولو کم۔ ع۔ خدا نے زبان ایک دی کان دو۔ اس کا خیال رکھو۔

مجلس میں کسی کی لغزش کی گرفت نہ کرو۔ اور خود کسی لغزش کے مرتکب نہو۔

یہ تو دوسروں کی مجلس کے آداب ہیں۔ اب اپنی مجلس کے آداب سنو۔

اپنی مجلس کے آداب

تم خود اگر کوئی مجلس منعقد کرتے ہو تو ادب آداب کا پورا خیال رکھو اپنی لیاقت اور شخصیت پر اچھی طرح غور کر کے اپنے لئے اپنی لیاقت کے بموجب نشست کی جگہ تجویز کرو۔ اگر پہلے سے کوئی معقول قاعدۂ مجلس مقرر ہے تو اُس پر عمل کرو۔ ورنہ خود تجویز کرو اور اپنی لیاقت و مرتبہ سے ہرگز تجاوز نہ کرو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ اس طرح مل کر بیٹھا کرتے تھے کہ انجان شخص بلا بتائے یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ ان میں رسول اللہ کون ہیں۔ یہی صحابۂ کرام کا عمل تھا حضرت عمرؓ بیت المقدس میں بحیثیت امیر المومنین پادریوں کے بلانے پر کہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم شہر امیر المومنین کے حوالے کر دیں گے تشریف لے گئے تو پیوندوں کا کرتہ پہنے ہوئے تھے اور اونٹ پر سوار ہونے کی نوبت غلام کی تھی جو سوار تھا اور آپ نکیل پکڑے ہوئے چل رہے تھے۔

درویشوں کی مجلس میں گدی تکیہ لگانا حرام ہے۔

حکایت۔ ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد برحق یعنی والد صاحب علیہ الرحمۃ قصبہ سنگھانہ تشریف لے گئے جو نارنول سے بارہ کوس ہے۔ وہاں حضرت شاہ غلام امام کے عرس میں شریک ہوئے۔ اس زمانہ میں شیخ خدا بخش سجادہ نشین تھے وہ بزم میں مسند تکیہ پر بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت نے اُن سے فرمایا کہ یہ درویشوں کا طریقہ نہیں ہے۔ لہذا انھوں نے مسند تکیہ اُٹھوا دیا اور پھر کبھی نہ لگایا۔ فقیر بھی اس کے بعد حضرت کے ہمرکاب کئی بار وہاں گیا تو مسند تکیہ کچھ نہ تھا۔

خلوت اور نجی صحبتوں میں تو تکیہ اور مسند جائز ہے مگر مجلس مشائخ اور بزم سماع میں قطعاً جائز نہیں۔ شیخ خدا بخش کے بعد شیخ دیدار بخش صاحب، اُن کے صاحبزادے سجادہ نشین ہوئے اور اُن کے بعد دیدار بخش صاحب کے چھوٹے بھائی ہادی بخش صاحب جن کی دستار بندی حضرت صاحب قبا نے

فرمائی تھی وہ بھی مسند تکیہ پر نہ بیٹھے۔

یہ بات جو مشہور ہے کہ فلاں بزرگ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اُس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس ات حاصل ہو جاتی ہے دنیا سے ترک تعلق کر کے ہدایتِ خلق کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔

حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رح کے عُرس میں دیوان صاحب مسند تکیہ پر نہیں بیٹھتے اور نہ کوئی سجادہ نشین بزمِ سماع میں بیٹھتا ہے ہاں اپنے گھروں پر ایسا کر سکتے ہیں جیسا کہ اوپر کہا گیا۔

تمہاری کسی بھی مجلس یا خلوت میں جب تم سے بلند مرتبہ کوئی درویش آئے تو اُس کو اپنی جگہ صدر میں بٹھاؤ اور تم باادب اُس کے سامنے بیٹھو! ہم مرتبہ درویش ہو تو اس کو اپنے برابر جگہ دو۔

اگر تم صدر مجلس ہو تو کسی معقول آدمی کو مقرر کر دو کہ وہ مجلس میں آنے والے لوگوں کو اُن کی شایان جگہ پر بٹھائے اور تم خود بھی اس کا خیال رکھو کہ نشست میں ناجائز برتری یا کمتری کی شکایت پیش نہ آئے۔

اپنی مجلس میں ہر قابلِ تعظیم شخص کو تعظیم دو عزّت سے بٹھاؤ۔ ہر شخص کے آرام کا خیال رکھو کوئی صاحب اگر ختم مجلس سے پہلے جانا چاہیں تو باصرار روکو پھر بھی اگر وہ نہ رک سکیں تو بخندہ پیشانی عزّت کے ساتھ رخصت کرو۔ مہمانوں کی دلجوئی کا خیال رکھو۔ شرکاءِ مجلس کا شکریہ ادا کرو۔ اور اُن کی جائز و امکانی مدد سے پہلو تہی نہ کرو۔

مجلسِ اہل اللہ و میلاد شریف۔ وعظ اور مجلس مرشد

یہ مجالس بہت بابرکت اور پُر از رحمت ہوتی ہیں۔ اُن میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جاؤ۔ لوگوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھنے کی بالکل کوشش نہ کرو۔ جو ان مجالس میں خود نمائی کرتا ہے وہ مورد لعنتِ الٰہی ہوتا ہے اور جو خاکساری و انکساری اختیار کرتا ہے وہ مستحق رحمت ہوتا ہے

حکایت ۔ دو شخص ایک بزرگ کی مجلس میں شریک ہوئے۔ ایک لوگوں کو ہٹاتا ہوا صدر مقام تک جا پہنچا۔ اور دوسرا جوتیوں میں بیٹھ گیا۔ اُس بزرگ پر القا ہوا کہ اس شخص کو جس نے انکساری

برتی ہم نے اپنی رحمت سے اُس کے ادب کے باعث بخشدیا اور دوسرے نے ہمارے ذکر کی عزت نہ کی اس لئے اس کو مجلس سے نکالدو۔ یہ اس مجلس کے قابل نہیں۔

حکایت ۔ ایک بار فقیر دہلی تھا۔ حضرت مولانا فخر علیہ الرحمۃ کا عرس تھا شاہ نظام الدین صاحب فقیر کے پاس تشریف لائیے اور اپنے ساتھ محفل میں لے گئے۔ وہاں پہنچکر ایک ضرورت سے مجھے باہر ٹھیرنا پڑا اور وہ اندر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد فقیر اپنی ضرورت سے فارغ ہوکر مجلس میں پہنچا تو کہیں جگہ نہ تھی اس لئے فقیر قوالوں کے پاس بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب موصوف نے دیکھا تو اپنی جگہ سے اُٹھے اور فقیر کو ساتھ لے گئے اور اپنے برابر بٹھایا۔ شاہ الہ بخش صاحبؒ بھی اس مجلس میں موجود تھے اُنھوں نے فقیر کی بابت دریافت کیا تو شاہ نظام الدین صاحب نے بتایا کہ یہ دھومن شاہ کا پوتا۔ قطب جمال ہانسویؒ کی اولاد ہے۔ وہ اُٹھے اور بڑے تپاک سے معانقہ کرکے دست بوس ہوئے۔ فقیر کو القا ہوا کہ یہ عزت تجھے تیری خاکساری کی بدولت دی گئی ہے

اس مجلس میں مطلق بات چیت نہ کرو اور ہمہ تن مقرر یا واعظ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ مرشد اگر کچھ فرما رہا ہے تو بہت غور سے سنو۔ قوالی ہو تو ان اقوال کی طرف ہمہ تن گوش بنجاؤ اور تمام خیالات دنیاوی کو دماغ سے نکالدو۔ پورے ادب اور تعظیم سے بیٹھے رہو اور مراقبہ سفر در وطن میں مشغول ہو جاؤ۔

سفر در وطن

جس طرح نظر بر قدم مراقبہ ہے۔ اسی طرح سفر در وطن بھی مراقبہ ہے۔ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ جس شے کو تم دیکھو اُس کو ظہور اسمار اور صفات کا جانو اور اسمار و صفات کو ظہور ذات کا سمجھو۔ جب یہ تصور تمہارا پختہ ہو گیا تو ہر شے کی انتہا ذات باری تعالیٰ قرار پائی۔ یعنی ہر شے ذات میں جا ملتی ہو اور جس شے کا ظہور ہوتا ہے یہ اس کا سفر ہے۔ اور وطن اصلی ذات ہے اور ذات قائم بالصفات ہے تو ہر شے جیسی ازل میں تھی ویسی ہی ابد تک رہے گی اور ہم نے جس شے کو سمجھا ہے وہ اپنے علم سے سمجھا ہے۔ علم۔ عالم اور معلوم کا ایک واسطہ ہے۔ اس طرح صفات سے ذات کی طرف سفر ہوتا ہے۔ وہ دائم و قائم اور حیٌّ لا یموت۔ جامع جمیع صفاتِ حسنہ ہے۔ اسی کو "ہمہ اوست"

اور "ہمہ از دست" کہتے ہیں۔ مشق و کوشش اور مرشد کی توجہ سے اس میں مہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس مراقبہ کے حسب ذیل آداب ہیں۔

پہلا۔ جس مجلس کی نیت کر کے چلے اُس کے سوا اور کسی کام کا خیال تک دل میں نہ آنے دے۔ صرف اُسی ایک مقصد کی نیت رکھے۔

حکایت۔ میرے پیر و مرشد برحق حضرت والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ میر شہباز علی شاہ نارنولیؒ کو جے پور سے سرساوہ بُلایا۔ وہ پیدل روانہ ہوئے، جے پور سے ریواڑی اور دہلی ہوتے ہوئے کئی ہفتہ میں سرساوہ پہونچے اور بعد قیام اسی راستہ سے واپس آئے۔ ریواڑی میں اُن کی بہن تھیں اور جس سرائے میں وہ ٹھیرے تھے اُس کے پاس ہی اُن کا مکان تھا مگر وہ اُن سے ملنے نہ گئے حالانکہ کئی سال سے نہ ملے تھے۔ واپسی پر میر صاحب کے والد نے اُن سے نہ ملنے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا کہ میرا مقصد صرف پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہونا تھا اس لئے میں نے اسی کی تکمیل کی۔ اور دوبارہ جے پور سے پیدل ریواڑی جا کر بہن سے ملکر آئے۔

دوسرا۔ غسل کر کے کپڑے بدل کر اور عطر لگا کر جائے۔

حضرت قطب العالم برہان الدین احمد ہانسویؒ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کی خدمت میں جب بھی حاضر ہوتے تھے اسی طرح حاضر ہوتے تھے۔

تیسرا۔ باوضو جائے۔

چوتھا۔ اُس مجلس کو مجلسِ رسول سمجھے۔

پانچواں۔ چلتے وقت کسی اور طرف مخاطب نہ ہو اور تصور مرشد رکھے۔

چھٹا۔ مرشد کی چوکھٹ کو بوسہ دے۔

ساتواں۔ جہاں سے مرشد نظر پڑے وہیں سے سر تسلیم خم کر لے۔

آٹھواں۔ قریب مجلس جا کر آداب بجالائے۔

نواں۔ سوائے مرشد کے اور کسی طرف نہ دیکھے۔

دسواں - دست بستہ حاضر ہووے۔

گیارھواں - مرشد کے قدم کو بوسہ دے اگر قدم لباس میں ہو تو زانو کو بوسہ دے۔

بارھواں - اگر مرشد مراقبہ میں ہو اور بوسہ دینے سے اس کے مراقبہ میں خلل واقع ہو تو دست بستہ کھڑا رہے اور جب مرشد کو حرکت ہو اور یہ معلوم ہو کہ مراقبہ سے فارغ ہو گئے ہیں تو قدم یا زانو پر بوسہ دے

تیرھواں - اگر کھڑے ہوئے زیادہ دیر ہو گئی ہے اور مجلس میں بدستور کھڑا رہنا مناسب نہیں ہے تو ایک طرف بیٹھ جائے۔ جب مرشد مراقبہ سے باہر آئے تو حاضر ہو کر بوسہ دے اور مصافحہ کرے

چودھواں - بوسہ دیکر ذرا سامنے ٹھیرے اگر بیٹھ جانے کا اشارہ پائے تو بیٹھ جائے ورنہ کچھ توقف کر کے ایک طرف بیٹھ جائے ایسی جگہ کہ مرشد کی نظر پڑتی رہے اور مرید مرشد کو برابر باادب دیکھتا رہے

پندرھواں - حتی الامکان مرشد کے روبرو بیٹھے۔ پاس انفاس کرے اور مراقبۂ مرشد۔

سولھواں - کسی کی تعظیم کو مرشد اُٹھے تو خود بھی اُٹھے اور اگر مرشد نہ اُٹھے تو خواہ بادشاہِ وقت ہی ہو خود بھی نہ اُٹھے۔

پاس انفاس کو ہوش دردم بھی کہتے ہیں۔ جس کا ذکر حسب ذیل ہے۔

ہوش دردم

اس کو پاس انفاس اور ہفت گام بھی کہتے ہیں۔ ہوش دردم اس لئے کہتے ہیں کہ کوئی دم بجز یادِ الٰہی کے بیکار نہ جائے۔ اس کے یہ بھی معنیٰ ہیں کہ ہر دم کو بصحت ہوش و حواس نام الٰہی کے ساتھ لیا اور چھوڑا جائے اور یہی معنیٰ پاس انفاس کے ہیں کہ تمام شب و روز میں جس قدر سانس آئیں اُن کا پاس رکھا جائے یعنی اُن کا خیال رہے کہ بلا یادِ الٰہی کے کوئی سانس بیکار نہ رہے۔ ہفت گام اس لئے کہتے ہیں کہ راہِ سلوک کے سات مقامات ہیں جن کو اصطلاح صوفیہ میں سبع صفات کہا گیا ہے اور یوں بھی کہا ہے کہ ذاتِ مطلق نے چھ رنگ یا چھ طور پر تنزل فرمایا ہے تو چھ مقام تنزل ذات کے ہیں اور ساتواں مقام خود ذاتِ مطلق ہے اس لئے سات طور پر ذاتِ مطلق کا تجلّی ہونا مانا گیا

ہے۔ ساتواں مزید تنزل ذاتِ الٰہی کا انسان ہے۔ اس لئے جب انسان خود اپنی اصلیت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کو چھ مقام طے کرنے پڑیں گے۔ ساتواں خود انسان ہے اس لئے اس مراقبہ کو ہفت گام بھی کہا جاتا ہے اسی طرح اس کو ہفت قدم بھی کہتے ہیں۔ اس کی اگر پوری تشریح کی جائے تو ایک جداگانہ ضخیم رسالہ تیار ہو جائے۔ پس جس قدر لکھا گیا وہ اہل فہم کے لئے کافی ہے اس مراقبہ کی عملی صورت بلا تعلیم مرشد ممکن نہیں۔ کتابوں میں پڑھ کر صرف علمی معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔ عمل کے لئے مرشد کی اشد ضرورت اس لئے ہے کہ محض پڑھ لینے اور سمجھ لینے سے وہ حالت پیدا نہیں ہو سکتی جس کی ضرورت ہے۔ کتنی ہی مشق کی جائے۔ البتہ مرشد کی تعلیم و توجہ سے یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور مسلسل مشق سے کمال حاصل کر لیا جاتا ہے یہ مراقبہ سرچشمہ ہے تمام عملی حالتِ سلوک کا۔ لہٰذا مرید کو چاہیئے کہ جس قدر کتابوں کے ذریعہ سمجھ سکے سمجھ لے۔ مگر عملی اور حالی تعلیم مرشد سے حاصل کرے ورنہ کامیاب نہ ہوگا۔

خلوت ہو یا جلوت درویش کو ہر جگہ یہ مراقبہ جاری رکھنا چاہیئے۔

اگر کسی مجلس میں نیند آنے لگے یا طبیعت گھبرائے تو اُس سے باہر آکر اپنی طبیعت درست کر لینی چاہیئے اور پھر اس میں شریک ہونا چاہیئے۔ اس طرح کہ صاحب مجلس کو ناگواری پیدا نہ ہو۔

حکایت - ایک مرتبہ فقیر شاہ قمر الدین رح کے عرس میں بمقام جھنجھنوں علاقہ جے پور شریک ہوا۔ بزم سماع میں بلا کی گرمی تھی۔ موسم گرما حبس اور ہجوم کثیر در کثیر۔ گرمی کی وجہ سے دل گھبرایا تو اُٹھ کر مجلس سے باہر آیا۔ عبداللہ شاہ صاحب سجادہ نشین کو میرا اُٹھ آنا معلوم ہوا تو وہ سمجھے کہ شاید کسی وجہ سے ناراض ہو کر اُٹھ آیا ہوں لہٰذا وہ خود آئے۔ وجہ دریافت کی تو میں نے حقیقت ظاہر کی وہ مطمئن ہو کر واپس بزم میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد طبیعت درست ہونے پر فقیر بھی مجلس میں جا کر شامل ہو گیا۔

مقصد یہ ہے کہ مجلس سے اُٹھو تو اس طرح اٹھو کہ حاضرین کو بدگمانی نہ ہو اور اُن کے ذوق و شوق میں فرق نہ آئے۔

خود نمائی و خود بینی سے بچو یہ غرور کی تعریف میں آتی ہے۔ مگر خودداری کا خیال رکھو۔

حکایت ۔ انھیں بزرگ کے عرس کے زمانہ میں ایک بار فقیر اتفاق سے جھنجھنوں پہنچا۔ عبداللہ شاہ صاحب کو میری آمد کا علم تھا۔ مگر نہ تو اُنھوں نے میرے قیام کا انتظام کیا نہ مجھے بلاوا بھیجا مگر میرے لئے میری قیام گاہ پر کھانا بھیجا تو میں نے واپس کر دیا۔ اس کا قصبہ میں چرچا ہو گیا۔ آخر عبداللہ شاہ صاحب محمد حمید اللہ خاں صاحب نیازی ناظم شیخاوانی کو ساتھ لیکر تشریف لائے اور معذرت کی۔ میں نے اُن سے کہا کہ یہ طریق درویشی کے خلاف ہے کہ درویش ۔ درویش کے ساتھ بے اعتنائی برتے ۔ میں فاتحہ کو آپ کے بلا بلائے بھی آتا یہاں آیا ہی اس لئے ہوں ۔ آپ سجادہ نشین ہیں آپکو ہر وارد و صادر درویش کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ بہر حال میں شریک ہوا اور اُنھوں نے اس نصیحت کا پورا اثر لیا۔

حکایت ۔ ایک مرتبہ اسی درگاہ پر فاتحہ خوانی کو گیا۔ اُس وقت ہادی شاہ صاحب سجادہ نشین تھے ۔ وہ کسی کو تعظیم نہ دیتے تھے ۔ بعد فاتحہ خوانی جب فقیر لوٹا تو لوگوں نے پوچھا کہ سجادہ نشین صاحب سے نہیں ملیگا؟ میں نے کہا میں تو فاتحہ پڑھنے آیا تھا اُن سے ملنے نہیں آیا۔ ہادی شاہ صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنی نشست گاہ سے اُٹھ کر میرے پیچھے دوڑے اور میری واپسی پر مجھے راہ میں آلیا۔ ملاقات ہونے پر اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگ قائم خانی قدیم سے چہار قطب ہانسی رح کے دروازے کے غلام رہے ہیں ۔ آپ ہمارے آقا زادے ہیں ۔ ہم اپنے قاعدے کو نہ چھوڑیں اور آپ اپنے سے ہمیں جُدا نہ کیجئے ۔ میں ہادی شاہ صاحب کے ساتھ گیا اور تخلیہ میں اُن کو سمجھایا کہ میرا مقصود آپ کو متنبہ کرنا تھا۔ کہ آپ سب کو ایک لکڑی سے نہ ہانکیں ۔

ہر کرا جامہ پارسا بینی　　پارساداں و نیک مرد انگار

درویش سے اس کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرنا چاہیئے ۔ ہادی شاہ صاحب بہت لائق و عبادت گذار اور باخدا درویش تھے انھوں نے قمر الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ بڑی شان کی بنائی اور عرس وغیرہ کو بڑی رونق دی انھوں نے میری نصیحت مانی اور اُسپر عمل کیا۔ ہادی شاہ صاحب نے

اپنے وصال سے پہلے اپنا جانشین الٰہی بخش خاں صاحب قائم خانی کو نامزد کیا تھا۔ یہ جے پور میں وکالت کرتے تھے مگر ذاکر و شاغل شخص تھے لیکن ایک گروہ نے اُن کی مخالفت کی۔

الٰہی بخش خاں صاحب نے قمرالدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں بیعت کی تھی اور تعلیم و تلقین میرے پیر و مرشد علیہ الرحمۃ سے حاصل کی تھی۔ بزم سماع میں اُن پر گریہ شدت سے طاری ہوتا تھا۔ فقیر سے بھی بڑے ادب و اخلاص سے ملتے تھے۔ فقیر کا قیام اُس زمانے میں نارنول میں تھا۔ الٰہی بخش خاں نے فقیر کو مطلع کیا تو فقیر مع عمائدین نارنول مثل۔ میر عبدالصمد ولی محمد سیّد حامد حسین مولوی عبدالعظیم صاحبان وغیرہ جو فقیر کے پیر بھائی اور مرید تھے جھجنوں پہنچا۔ امیر قوال بھی ساتھ تھا۔ دستار بندی کا جلسہ ہوا جو بہت بڑا مجمع تھا اور فریقین حاضر تھے۔ فقیر نے تقریر کی۔ چہار قطب ہانسویؒ سے قائم خانیوں کے تعلقات کا بھی اظہار کیا اور ہادی شاہ صاحب کی نامزدگی پر بھی روشنی ڈالی اور الٰہی بخش خاں کی قابلیت کا بھی اظہار کر کے چہار قطب ہانسوی کی جانب سے الٰہی بخش خاں کے سر پر دستار بندی کی۔ فقیر کا دستار باندھنا تھا کہ سب نے بالاتفاق دستار بندی کر کے الٰہی بخش خاں کو سجادہ نشین تسلیم کر لیا۔ فقیر نے احمد قوال کو اشارہ کیا پہلی ہی غزل پر ایسا رنگ جما کہ آج تک وہ سماں پیشِ نظر ہے اور اس کے تصوّر سے انشراح ہوتا ہے۔ قمرالدین شاہ علیہ الرحمۃ کے متعدد خلیفہ اور مریدین بڑا سوز و گداز رکھتے تھے اور سب کے سب ذاکر و شاغل تھے۔ اسی طرح فقیر کے ہمراہیان سب کے سب اہل ذوق و شوق تھے۔ آخر تک رنگ مجلس خوب ہی رہا۔ اس زمانے میں پیرزادگان جھجنوں میں کئی صاحبان پایہ کے درویش و صوفی تھے۔

اہل اللہ کی مجلس کا یہ قاعدہ ہے کہ جس شخص کی تعظیم اہل مجلس کریں اس کی تعظیم تم بھی کرو۔ ورنہ مجلس میں کسی کو تعظیم تم تنہا نہ دو۔ البتہ اگر کوئی ایسا شخص آئے جس کے حال سے اہل مجلس واقف نہیں ہیں اور وہ قابلِ تعظیم ہے تو اس کو تعظیم بھی دو اور بہتر طریقہ سے اُس سے اہل مجلس کو آگاہ کر دو۔

درویش کو لازم ہے کہ جب تک مجلس میں بیٹھے مراقبہ خلوت در انجمن ضرور کرے۔

مراقبہ کے معنی ہیں مرشد سے دھیان لگانا۔ اس طرح کہ کسی بھی اور سے کوئی واسطہ نہ رہے۔ مراقبہ خلوت در انجمن کا طریقہ یہ ہے۔

خلوت در انجمن

اپنے آپ کو اور ہر شے کو جو آنکھوں سے نظر آئے عین ذات تصوّر کرو یعنی ہر شے حاضر ہے اپنے حضور میں اور ناظر ہے اپنی نظر میں اور شاہد ہے اپنے مشہود کے ساتھ اور موجود ہے اپنے وجود کے ساتھ اس مراقبہ کی مشق بھی بلا مرشدِ برحق ممکن نہیں۔ مرشد کی ایک ہی نظر بہت دشوائیاں رفع کر دیتی ہے۔

دنیا و دین کا کوئی علم بلا معلّم جب حاصل نہیں ہو سکتا تو علم سلوک بلا سالک کامل جس کو اُستاد قابل سمجھنا چاہئے کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے درویشی کے خواہشمند ہر مرید کے لئے پیر کی تعلیم ضروری ہے اور ہر شخص کے لئے کامل پیر سے وابستگی ضروری تر ہے۔

جب تک مذکور الصدر چاروں مراقبے **نظر بر قدم**، **سفر در وطن**، **ہوش در دم** اور **خلوت در انجمن** نہ کر سکے، درویش کو منزل فقر میں قدم رکھنا حرام ہے۔

درویش کو چاہیئے کہ بیانِ میلاد۔ وعظ اور پیر کا ارشاد پوری توجّہ سے سنتا رہے۔ نظر نیچی رکھے اور بیان سننے میں محو رہے۔ اسی طرح قوالی کی مجلس میں شریک رہے اور سوائے سماعتِ قوالی اور کسی طرف متوجّہ نہ ہو۔ جب درویش مراقبہ خلوت در انجمن میں مشغول ہو جائے گا تو خود بخود یہ حالت پیدا ہو جائیگی اور کسی کے آنے جانے کا خود ہی خیال پیدا نہ ہوگا کہ انتشار پیدا ہو۔

حکایت - ایک بار اجمیر شریف میں "دل بادل" نامی شامیانے کے نیچے مجلس سماع ہو رہی تھی۔ بہت سے صوفی و درویش شریک تھے۔ پیر جی نجم الدین صاحب جھنجھونوی خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی رح بھی حالتِ وجد میں تھے اور بھی کئی درویشوں پر وجد طاری تھا۔ میرے مرشد برحق بھی شریک تھے اور شاہ دیدار علی صاحب سجادہ نشین درگاہ سنگھانہ بھی۔ یہ دونوں صاحبان مراقبہ میں تھے۔ یکایک شدید قسم کی آندھی آئی اور چوب ٹوٹ گئی۔ شامیانہ گر گیا۔ تمام مجمع منتشر ہو گیا۔ درویش و صوفی بھی حالت وجد وغیرہ بھول گئے۔ قوال بھی بھاگ گئے۔ مگر یہ دونوں صاحبان بدستور مراقبہ میں مشغول رہے مطلق کوئی جنبش تک نہ کی، حالانکہ اُن کے سروں اور جسموں پر چوٹیں بھی آئیں اور خون بہا۔ مگر ان کو یہ حال اسوقت معلوم ہوا جب مراقبہ ختم

مجلس سماع (قوالی) میں پنکھا جھلنا۔ یا دوسرے سے جھلوانا یا حقہ پینا یا سر بزم کچھ کھانا یا پینا۔ خواہ پان ہی ہو۔ یا کسی سے کوئی بات کرنا یا اِدھر اُدھر دیکھنا قطعاً ممنوع ہے۔

حکایت ۔ ایک مرتبہ جے پور میں حضرت شاہ جمال الدین خلیفہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہما کا عرس تھا۔ میر شہباز علی شاہ جمالیؒ میرے مرشد برحق کے خلیفہ جو صاحب حال و قال اور صاحب معرفت و حقیقت تھے، بزم سماع میں شریک ہوئے وہاں پیر جی عظیم الدین سجادہ نشین کے روبرو کسی نے پنکھا جھلا اور انھوں نے سر بزم پانی پیا۔ یہ دیکھتے ہی میر صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور بآواز بلند یہ شعر پڑھ کر روانہ ہو گئے۔

چار چیزیں ہیں سماع اندر حرام — کھانا پینا۔ ہنسنا اور کرنا کلام
سارے صوفی رکھتے ہیں یہ انتظام — ورنہ تجھ کو۔ تیری محفل کو سلام

حکایت ۔ ایک بار جے پور میں شاہ نصیر الدینؒ خلف حضرت مولانا شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ ایک جگہ مجلس سماع میں وہ اور میرے مرشد برحق شریک ہوئے۔ اُن کے ایک مرید نے پنکھا جھلنا شروع کیا اور حقہ پیش کیا۔ میرے مرشد برحق نے اُن سے آہستہ سے کہا کہ طریقہ سلف ترک نہ کیجئے۔ انھوں نے یہ بات پسند و منظور کی۔ حقہ اُٹھوا دیا اور پنکھا جھلنا بند کر دیا۔

مجلس مرشد سے جب رخصت ہو تو باادب سلام رخصت کر کے اُلٹے پیروں ہٹو۔

مرشد کی مجلس میں بیٹھ کر ہر بات غور سے سنو اور اس کو یاد رکھو۔ درویشانِ کامل اور مرشدانِ مکمل کا یہ طریقہ ہے کہ وہ کسی کا عیب یا گناہ ظاہر نہیں کرتے بلکہ بغرض اصلاح و فلاح بطور حکایت اشارے کنائے میں مرید کے خطرات کو بیان کر جاتے ہیں جو وہ اپنے کشف اور نور باطن کی بدولت معلوم کر لیتے ہیں۔ لہٰذا مریدان اشاروں کنایوں کو سمجھے اور اپنی حالت پر قیاس کرے۔ اگر کسی نیک کام کی جانب اشارہ ہو تو شکر باری تعالیٰ ادا کرے اور دل میں خوش ہووے اور اگر کسی فعل بد کی جانب ہو تو اُس سے توبہ کرے اور آئندہ اس کا مرتکب نہ ہو۔ اگر وہ اشارہ مرید کے خود کے حسب حال نہیں ہے تو سمجھ لے کہ اس مجلس میں کوئی ایسا شخص ضرور ہے جس کی طرف یہ اشارہ ہے۔ دراصل مرشد باطنی خطروں

تک پر نگاہ رکھتا ہے اور مریدوں کے خطرے پکڑ کر اُن کی اصلاح در پردہ کرتا رہتا ہے۔ علمائے دین ظاہری طور پر ہدایت و نصیحت کرتے ہیں اور درویش باطنی اصلاح فرماتے ہیں۔

کامل مرشد کا کام یہ ہے کہ مرید کے فعل بد کو اپنی قوتِ باطن سے چھوڑا دے اور صحیح راستہ پر مرید کو ڈالدے اور اس کی رہبری کرتا رہے۔ اور اس کی راہ طے کراتا رہے۔ صرف زبانی ہدایت فہمائش ہی مرشد کا کام نہیں یہ علماء کا کام ہے۔ مرشد کا کام عمل کرانا ہے۔

حکایت ۔ ایک غریب مزدور نے اپنی گاڑھی کمائی کی کوڑی کوڑی جمع کر کے کچھ روپیہ جمع کیا نذر کا روپیہ اور کچھ شیرینی لیکر اپنے پیر کے پاس پہنچا۔ اور مرید ہوا۔ اور عرض کی مجھے پیری مریدی کی بات بتاؤ۔ پیر نے کہا کہ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ رات کو اُٹھ کر تہجد پڑھو اور اس طرح ذکر و شغل کرو۔ اُس نے کہا میں دن بھر تو مزدوری کرتا ہوں رات کو تہجد کے لئے اٹھنا اور ذکر و شغل کرنا مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ کوئی پیری مریدی کی بات بتاؤ۔ پیر نے کہا اور کوئی بات نہیں۔ نیک کام اور عبادت کرو۔ مزدور نے کہا۔ یہ بات مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ میری نذر اور مٹھائی واپس کیجئے۔ آپ نے پیری مریدی کی کوئی بات نہیں بتائی۔ پیر نے واپس کر دی اور وہ لیکر چلدیا۔ اسی طرح وہ کئی پیروں کے پاس گیا اور سب جگہ یہی صورت پیش آئی۔ ایک پیر نے کہا کہ ہم تیری توبہ کے گواہ ہو گئے جو تو نے اس وقت کی ہے اور قیامت کے دن تیری گواہی دیں گے۔ اُس نے کہا کہ مجھے آپ کی ایک گواہی کی کیا ضرورت ہے میں جامع مسجد میں جاکر توبہ کروں گا جہاں سیکڑوں گواہ ہو جائیں گے۔ غرض وہ یہی حرکت کرتا رہا۔ کچھ دن بعد ایک پیر کہیں باہر سے اُس شہر میں آئے۔ بڑے امیرانہ ٹھاٹھ باٹ کے ساتھ اور اُن کے ساتھ میں بہت سے امیر اور حکام و رئیس بھی تھے۔ مزدور کو معلوم ہوا تو ڈرتا ڈرتا اُن کی خدمت میں بھی گیا۔ مرید ہوا۔ نذر اور مٹھائی پیش کی۔ اُنھوں نے مرید کر کے مٹھائی حاضرین کو تقسیم کرادی۔ اور نذر خادم کو دیدی۔ اُس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ حضور پیری مریدی کی کوئی بات بتایئے تو فرمایا کہ ہم نے تیری مریدی قبول کرلی۔ تو نے ہمیں پیر بنالیا۔ قصہ ختم ہوا۔ ہم پیر اور تو مرید چل بھاگ یہاں سے۔ بیچارہ بہت گھبرایا کہ نہ تو پیری مریدی کی کوئی بات ملی نہ نذر اور مٹھائی واپس ہوئی۔ آخر گھر آیا تو بیوی سے یہ ماجرا بیان کیا اُس نے

بُرا بھلا کہنا شروع کیا کہ ہم کم بخت تو بھوکے مرتے ہیں اور تو پیری مریدی کرتا پھرتا ہے۔ نذر اور مٹھائی لیجاتا ہے۔ غرض سخت لڑائی ہوئی۔ یہاں تک کہ میاں مرید مسجد میں جا پڑے۔ گھر سے چلدیئے مسجد میں بھی یہی سوچتے رہے کہ روپیہ بھی گیا۔ مٹھائی بھی گئی اور گھر میں لڑائی اور ہو گئی۔ جب نیند نہ آئی تو مجبوراً اُٹھ کر وضو کیا اور الٹی سیدھی نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ اب جو نماز شروع کی تو ایسا ذوق پیدا ہوا کہ صبح تک نماز ہی پڑھتے رہے۔ کئی دن تک یہی حالت رہی کہ دن بھر مزدوری کریں۔ بیوی بچوں کو کھانے پینے کے لئے دام دے آئیں۔ اور رات کو مسجد میں صبح تک نماز پڑھتے رہیں۔ نہ کوئی تکان نہ سُستی نہ کوئی اور خیال۔ پھر ایک دن پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت پر یہ حال عرض کیا تو پیر نے فرمایا کہ سُن! تو جب سے مرید ہوا ہے ہم تیرے بلا تنخواہ کے نوکر ہو گئے ہیں۔ یہ ساری عبادت ہم نے ہی کرائی ہے۔ پھر اُس کو طریقِ سلوک کی تعلیم دی۔ حتیٰ کہ وہ درویش کامل ہو گیا۔

لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ بزرگانِ دین ایسی سخت محنت و مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے ایسا ممکن نہیں۔ یہ اُن کی نادانی ہے۔ دراصل جب دل میں ذوق و شوق پیدا ہو جاتا ہے تو وہ سب کام کرا لیتا ہے اور کسی تکلیف و مشقت کا احساس تک نہیں ہوتا۔

حکایت - ایک بار مجنوں کو جنگل میں ایک شتر سوار لیلیٰ کے گاؤں کی طرف جاتا ہوا ملا اُس نے یہ معلوم کر کے کہنا شروع کیا کہ میری طرف سے لیلیٰ سے یہ کہنا اور یہ کہنا اور یوں کہنا اور ووں کہنا اور اونٹ کے ساتھ برابر دوڑتا رہا۔ شتر سوار سنتا رہا۔ مجنوں باوجود نہایت ضعیف و ناتوان ہونے کے کوسوں اونٹ کے ساتھ ساتھ دوڑتا رہا اور کہتا رہا۔ یہاں تک کہ لیلیٰ کا مسکن آ گیا تو شتر سوار نے کہا یہ ہے لیلیٰ کا گھر سب کچھ تو خود ہی کہہ لے۔

مقصد یہ کہ ذوق و شوق نے مجنوں جیسے ناتوان سے ایسا سخت کام لے لیا اور اس کو ذرا بھی تکلیف و تکان کا احساس نہ ہوا۔ یہی حالت درویش کی ہوتی ہے کہ اس کو ذوق و شوق میں کسی قسم کی مطلق تکلیف محسوس نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے جیسے مجنوں جا پہنچا۔

ای عزیز! درویشی آسان نہیں۔ اور بہت آسان ہے۔ شوق و ذوق ہے تو آسان۔ جو پیر پیدا

کرتا ہے ۔ تم پیر کو پیرِ طریقت سمجھ کر اُس کی تابعداری کرو۔ اور وہ تمہاری مشکل آسان کرے۔ ہاں پیر کامل و مکمل ہونا چاہیئے ۔ ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ۔

درویشوں نے بڑے بڑے مجاہدے کئے ہیں ۔ برسوں پہاڑوں پر رہے ۔ بناسپتی کھائی بھوکے رہے ۔ دنیاوی اذیتیں اُٹھائیں مگر اپنی منزل طے کی ۔ ترک لذات درویشی کا پہلا زینہ ہے

حکایت ۔ ایک مرتبہ حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے جو گھر کے آسودہ تھے ۔ جب کھانے کا وقت آیا تو آپ نے اُن کو جو کی خشک روٹی دی ۔ ایک نے عرض کیا کہ اگر نمک بھی ہوتا تو بہتر تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ این خانہ جمال است نہ دوکانِ بقال ۔ یعنی یہاں لذّت دنیا سے کیا سروکار ۔

پیر مرید کے فعل کا نگران ہوتا ہے ۔ زبانی و ظاہری ہدایت بطور علماء اسی وقت کرتا ہے جب یہ سمجھتا ہے کہ اس کی ضرورت ہے ۔ پیر معالج ہے اور مرید مریض ۔ معالج جس مرض کے لیے جو دوا مناسب سمجھتا ہے وہ دیتا ہے ۔ یہی حال پیر کا ہے کہ حسب موقع ظاہری یا باطنی رہبری کرتا ہے ۔ مرید کو چاہیئے کہ وہ اپنے گناہ کا یا کسی بھی نامناسب فعل کا اظہار پیر پر نہ کرے تاکہ وہ اس گناہ کا گواہ نہ ہو جائے ۔

حکایت ۔ موسیٰ علیہ السّلام کی اُمّت میں سے ایک عورت زنا کی مرتکب ہوئی اور یہ بات حضرت موسیٰ سے عرض کر کے عفو گناہ کی خواہشمند ہوئی کہ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے گناہ معاف کرا دیں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے طور پر جا کر باری تعالیٰ سے عرض کیا تو جواب ملا کہ اے موسیٰ ہم ستّار ہیں ۔ عیبوں کو چھپانے والے ۔ مگر اس عورت نے تم جیسے نبی کو اپنے گناہ کا گواہ بنا لیا ۔ اب ہم معاف نہیں کریں گے ۔

پیر بھی اپنے مرید کا عیب اور گناہ مخلوق پر ظاہر نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ کہا گیا ہے بطور حکایت یا اشارے کنائے کے اُس مرید پر ظاہر کر دیتا ہے ۔ کہ ہمیں تمہارا یہ حال معلوم ہے ۔ لہٰذا مرید کا فرض ہو جاتا ہے کہ توبہ استغفار کرے اور آئندہ محتاط رہے ۔

لوگ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ جب خدا کی چوری نہیں تو بندے کی کیا چوری وہ بڑے ڈھیٹ اور سخت نادان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے۔

خطا بیند و پردہ پوشد بحلم

وہ جب اپنی نادانی سے گناہ کا گواہ بنا لیتے ہیں تو گویا اپنے گناہ کی سزا پانے کو ضروری سمجھتے ہیں۔

میرے پیر و مرشد برحق حضرت والد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ اپنے مریدوں کے خطرات اور اعمال سے باخبر رہتے تھے اور اشارے کنائے کے طور پر اُن کو آگاہ کر کے اصلاح فرمایا کرتے تھے۔

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

حکایت ۔ ایک مرتبہ حضرت کے ایک مرید نے بزم رقص و سرود منعقد کی اور شامتِ اعمال سے رقاصہ کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا۔ اس طوائف نے دردِ سر کی شکایت کی تو اُس نے اس کا سر دبایا۔ بعد غسل حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد حضرت نے فرمایا میرے سر میں درد ہے اُس نے عرض کیا حکم ہو تو میں سر دابوں تو فرمایا کہ کیا دو دو سر دابو گے؟ وہ اس اشارے کو سمجھ گیا۔ گناہ سے توبہ کی اور آئندہ کوئی ایسا فعل بد نہ کیا۔

ای عزیز۔ سمجھ لے کہ اول پیر مرید میں فنا ہو جاتا ہے تاکہ اعمالِ مرید کی نگہبانی کرے اور اس کو بداعمال سے بچاتا رہے۔

تا نہ سوزد شمع کے پروانہ پیدا می شود

پھر مرید کو خود میں فنا کر لیتا ہے۔ تاکہ اپنا پرتو بنا لے۔ سمجھ اور اس حقیقت کو خوب سمجھ!

مرید کو چاہیئے کہ پیر کے حکم کو ماننا حکم خدا و رسول کے ماننے اور اس کی تعمیل کرنے اور اس کی مجلس کو مجلسِ رسول کا پرتو جانے اور ادب و آداب کا پورا پورا خیال رکھے۔ با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

ادب تاجیست از فضلِ الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ختم شد

گوشوارہ مشعر تواریخ وصال بزرگان سلسلہ عالیہ جمالیہ

نمبر شمار	نام	سنہ ولادت	تاریخ وصال	مدفن	کیفیت
۱	حضرت مولانا قطب جمال الدین احمد	سنہ ۵۸۳ھ	۱۱ر شعبان سنہ ۶۵۹ھ	ہانسی	آپ کا عرس ہانسی میں ۱
۲	حضرت قطب برہان الدین صوفی	سنہ ۶۵۹ھ	۱۴ر ربیع الثانی سنہ ۶۹۹ھ	"	۲
۳	حضرت قطب، قطب الدین منور	سنہ ۶۵۹ھ	سنہ ۷۶۰ھ	"	۳
۴	حضرت قطب نور الدین انور	سنہ ۷۳۵ھ	سنہ ۷۹۹ھ	"	۴
۵	حضرت شاہ برہان الدین جمالی	سنہ ۷۶۶ھ	ربیع الاول سنہ ۸۳۰ھ	"	
۶	حضرت شاہ بہاء الدین سندھالوی	سنہ ۸۰۵ھ	۸ر صفر سنہ ۸۶۶ھ	سندھالہ	سندھالہ علاقہ پنجاب میں ۵
۷	حضرت شاہ بایزید عرف شاہ ادہن	سنہ ۸۵۰ھ	۱۵ر ربیع الثانی سنہ ۹۳۹ھ	سرہند	
۸	حضرت شاہ سراج الدین جمالی	سنہ ۹۰۵ھ	سنہ ۹۵۹ھ	سرساوہ	
۹	حضرت شاہ علی شیر دلیر جمالی	سنہ ۹۲۵ھ	سنہ ۱۹۶۱ھ	"	
۱۰	حضرت شاہ عبدالشکور جمالی	سنہ ۹۴۴ھ	سنہ ۹۸۵ھ	"	
۱۱	حضرت شاہ محمد عبداللہ جمالی	سنہ ۹۶۳ھ	سنہ ۱۰۰۵ھ	"	
۱۲	حضرت شاہ عطاء اللہ جمالی	سنہ ۹۸۴ھ	سنہ ۱۰۳۸ھ	"	
۱۳	حضرت شاہ محمد فضیل جمالی	سنہ ۱۰۳۵ھ	سنہ ۱۰۹۰ھ	کرنال	
۱۴	حضرت قاضی شاہ غلام محمد جمالی	سنہ ۱۰۵۳ھ	سنہ ۱۰۹۶ھ	سرساوہ	
۱۵	حضرت شاہ محمد نظام الدین جمالی	سنہ ۱۰۷۶ھ	سنہ ۱۱۹۶ھ	"	
۱۶	حضرت شاہ محمد اویس جمالی	سنہ ۱۱۴۰ھ	سنہ ۱۲۳۰ھ	جیند	
۱۷	حضرت شاہ محمد رمضان جمالی	سنہ ۱۲۰۵ھ	۷ر صفر سنہ ۱۲۴۱ھ	ہانسی	
۱۸	حضرت شاہ مخدوم احمد عرف دھومن شاہ	سنہ ۱۲۰۸ھ	سنہ ۱۲۵۷ھ	گنگوہ	
۱۹	حضرت شاہ محمد حبیب الرحمٰن جمالی	سنہ ۱۲۴۰ھ	۲۲ر شعبان سنہ ۱۲۸۷ھ	سرساوہ	آپ کا سالانہ عرس ۶
۲۰	حضرت شاہ محمد خلیل الرحمٰن جمالی	محرم سنہ ۱۲۷۱ھ	۲۱ر رمضان سنہ ۱۳۴۲ھ	سرساوہ	۷
۲۱	حضرت شاہ محمد ولی الرحمٰن جمالی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین	یکم محرم سنہ ۱۳۰۳ھ	۲۷ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۰ھ	سرساوہ	۸

۱ تاریخ ۹ر تا ۱۲ر شعبان بہت بڑے پیمانہ پر ہوتا ہے اور دور دور حتیٰ کہ غیر ملک تک سے زائرین آتے ہیں۔ ۱۲

۲ ۳ و ۴ ۔ حضرت قطب جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے زمانے ہی میں ان صاحبان کی بھی سالانہ فاتحہ بطور عرس ہوتی ہے ۱۲

۵ آپکی تاریخ وصال پر آپ کے مزار شریف پر سالانہ فاتحہ بطور عرس ہوتی ہے۔ ۱۲

۶ ۲۵ر تا ۲۷ر ذی الحجہ سرساوہ شریف میں بڑے پیمانہ پر ہوتا ہے اور دور دور سے زائرین حاضر ہوتے ہیں۔ اسی زمانہ میں صاحبان مندرجہ ۷ و ۸ کی سالانہ فاتحہ بھی بطور عرس ہوتی ہے۔

مرتبہ :- شاغل جمالی جے پوری